Analysis of the Anti Rape(Investgation and Trial)Ordinance, 2020.

انسداد زنا بالجبر (تحقیقات و سماعت) آرڈیننس 2020

BY WIL FORUM

اس سے قبل کہ ہم اس آرڈیننس کا جائزہ لیں۔ یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ آرڈیننس صدر مملکت کی جانب سے بنایا گیا قانون ہوتا ہے جو کہ پارلیمنٹ کی غیر فعالیت یعنی جب پارلیمنٹ سیشن میں نہ ہو، جاری کیا جاتا ہے۔ کسی بھی آرڈیننس کی مدت ۳ ماہ ہوتی ہے جس میں مکرر اجراء کے بعد مزید ۳ ماہ کی مدت کا اضافہ ہوسکتا ہے۔ اس کے بعد اگر پارلیمنٹ اس آرڈیننس کو باقاعدہ قانون کی شکل میں منظوری دے تو یہ قانون رہے گا ورنہ یہ ۶ ماہ بعد کالعدم ہوجائے گا۔ مذکورہ آرڈیننس مندرجہ ذیل مقاصد حاصل کرنے کے لیئے جاری کیا گیا ہے؛

" خصوصی تفتیشی ٹیموں اور خصوصی عدالتوں کے ذریعے خواتین اور بچوں کے ساتھ زنا بالجبر اور جنسی استحصال کے جرائم کی فوری دادرسی کے لئے مؤثر طریقہ ہائے کار، فوری سماعت، شہادت اور اس سے منسلکہ یا اسکے ضمنی معاملات کو یقینی بنانے کا آرڈیننس اور چونکہ ایوان کے اجلاس نہیں ہو رہے اور صدر مملکت کو اطمینان حاصل ہے کہ ایسے حالات موجود ہیں جس کی بناء پر فوری کارروائی کرنا ضروری ہو گیا ہے، لہذا اب اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کے آرٹیکل 89 کی شق (۱) کی رو سے حاصل شدہ اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے صدر مملکت نے حسب ذیل آرڈیننس وضع اور جاری کیا ہے"

جائزہ دفعات:۔

ذیل میں ہم اس اہم آرڈیننس کی دفعات کا جائزہ لے رہے ہیں۔

دفعہ 2: تعریفات:

اس دفعہ میں خصوصی عدالت، خصوصی کمیٹی، انسداد زنا بالجبر کرائسس سیل اور جنسی مجرم (Sex Offender) کی تعریف بیان کی گئی ہے ۔جس کے مطابق تعزیراتِ پاکستان کی دفعات ۲۹۲الف، ۲۹۲ب، ۳۷۱الف، ۳۷۱ب، ۳۷۵، ۳۷۵الف، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۷الف، ۳۷۷ب، یا الیکٹرانک جرائم کے تدارک کا ایکٹ ۲۰۱۶ء کی دفعات ۲۱ اور ۲۲ کے تحت **سزایاب (Convicted) کوئی بھی شخص مراد ہے۔**

اس کے ساتھ ہی متاثرہ شخص (Victim) کی تعریف کرتے ہوئے اس سے مراد عورت اور بچہ (جو کہ 18 سال تک کا ہو) قرار دیا

گیا ہے۔ گویا یہ بھی ایک مخصوص نوعیت کا قانون ہے جس کے تحت مجرم ایک "مرد" اور متاثرہ ایک "عورت" ہو گی۔ اس سے قبل ہر قانون میں متاثرہ شخص سے مراد" کوئی بھی شخص" ہوتا تھا۔ یہ قوانین کسی مخصوص جنس کو متاثرہ اور کسی مخصوص کو مجرم قرار نہیں دیتے تھے۔

اس دفعہ میں ایک وضاحت (Explanation) بھی شامل ہے جس کے مطابق اگر متاثرہ شخص ایک خاتون یا بچہ نہ ہو تو تفتیش اس آرڈیننس سے پہلے مروج طریقے کے مطابق ہی ہو گی۔ یعنی اگر متاثرہ شخص کوئی مرد یا مخنث ہو تو اس آرڈیننس کا اطلاق ان پر نہیں ہو گا۔

دفعہ 3: خصوصی عدالتوں وغیرہ کا قیام:

اس دفعہ کے تحت ریپ جیسے جرائم کے لئے خصوصی عدالتوں کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ اس دفعہ میں ان عدالتوں کے ججز اور اختیار سماعت کو بیان کیا گیا ہے۔

دفعہ 4: انسداد زنا بالجبر کرائسس سیل:

اس دفعہ کے تحت وزیر اعظم پورے ملک میں مذکورہ جرائم کی نسبت مناسب طبی سہولیات کے ساتھ سرکاری ہسپتالوں میں متعلقہ علاقے کے کمشنر یا ڈپٹی کمشنر کی سربراہی میں طبی سپرینٹنڈنٹ، ایک آزاد معاون مشیر اور ایک پولیس افسر پر مشتمل انسداد زنا بالجبر کرائسس سیل قائم کرے گا جس میں لازماً ایک خاتون ممبر بھی شامل ہو گی۔

دفعہ 5: انسداد زنا بالجبر کرائسس سیل کے اختیار، فرائض اور کارہائے منصبی وغیرہ:

اس سیل کے اختیارات میں تاخیر کے بغیر متاثرہ کا طبی معائنہ کرنا، شہادتوں کو محفوظ کرنا، فرانزک معائنہ کرنا، FIR کا اندراج اور اس جیسے دیگر افعال کی انجام دہی شامل ہے۔

دفعہ 6: قانونی امداد:

اس قانون کے تحت ان جرائم کے متاثرین کو قانونی معاونت وانصاف اتھارٹی ایکٹ 2020 کے تحت قانونی امداد فراہم کی جائے گی۔ اس کے علاوہ اس قانون کے تحت قائم کردہ فنڈ سے بھی قانونی امداد فراہم کی جائے گی۔

دفعہ 7: پراسیکیوٹر جنرل اور خصوصی پراسیکیوٹرز:۔

اس قانون کے تحت مقدمات کی پیروی کے لئے وزارت قانون وانصاف پراسیکیوٹر جنرل وخصوصی پراسیکیوٹرز نامزد یا تقرر کرے گا۔

دفعہ 8: متاثرہ شخص اور گواہ کا تحفظ:۔

اس دفعہ کے تحت متاثرین اور گواہان کے لئے تحفظاتی نظام قائم کیا جائے گا۔ جس میں خصوصی حفاظتی انتظامات کرتے ہوئے ان کی

شناخت چھپاتے ہوئے ویڈیو کانفرنسنگ ،آڈیو، ویڈیو لنکس کے ذریعے بیانات کو ریکارڈنگ کرنا شامل ہے۔اس قانون میں ان تمام ضروری اقدامات کو اٹھایا جائے گا۔

دفعہ 9: جدولی جرائم کی نسبت تحقیقات:۔

اس دفعہ کے تحت جدول اول کے تحت جرائم کے بارے میں تحقیقات ایک پولیس افسر (ترجیحاً خاتون) جس کا رینک BPS 17 ہوگا کی جانب سے کیا جائیگا۔

جبکہ جدول میں مذکورہ جرائم کے بارے میں تحقیقات کے لئے متعلقہ علاقے سے ایک خصوصی مشترکہ تحقیقاتی ٹیم (JIT) جو کہ ایک ضلعی پولیس افسر بطور سربراہ، ایک سپرٹینڈنٹ پولیس، ایک ڈپٹی سپرٹینڈنٹ پولیس، ایک افسر مہتمم تھانہ (ان میں ایک لازماً خاتون ہوگی) بنائی جائیگی۔ جو کہ عدالت کے سامنے رپورٹ پیش کرے گی۔

دفعہ 10: منسلکہ جرائم جو جدول میں نہ ہوں:

ایسے جرائم جو کہ جدول میں نہ ہو ان کی تحقیقات بھی JIT کرے گی۔

دفعہ 11: آزاد معاون مشیران:۔

آزاد معاون مشیر سے مراد اس قانون کے تحت جرائم کے متاثرین کا ساتھ دینے والا ماہر جو کہ ماہر نفسیات، ڈاکٹر، وکیل، قانونی مددگار، لیڈی ہیلتھ ورکر یا سماجی کارکن یا کوئی شخص جو کہ وزارت انسانی حقوق کی مشاورت سے سول سوسائٹی یا NGOs کارکن ہو (وزارت اس ضمن میں مشیران کی فہرست مرتب کرے گی)۔ یہ مشیران متاثرین کا عدالتی کارروائیوں میں ساتھ دیں گے تاکہ وہ بلاخوف وخطر مقدمے کی پیروی کرسکیں گے۔

دفعہ 12: بند کمرے میں سماعت:۔

اس قانون کے تحت مقدمات کی سماعت بند کمرے میں کی جائے گی اور ایسی کارروائیوں کو سوائے عدالت کی خصوصی اجازت کے شائع یا نشر کرنا جائز نہ ہوگا۔

دفعہ 13: شہادت اور رہنما اصول:۔

اس دفعہ کے تحت متاثرین اور گواہان کے طبی معائنہ اور بیانات کے اصول بیان کئے گئے ہیں اس کے تحت متاثرہ کا کردار نہ تو طبی معائنہ کے وقت موضوع ہوگا نہ عدالت میں بیان کے وقت اس کے کردار پر سوال ہونگے۔ طبی معائنہ کے وقت متاثرہ کے کنوارہ پن (کہ وہ ریپ کے وقت کنواری تھی یا نہیں) چیک کرنے کے لئے کوئی ٹیسٹ نہیں ہوگا۔

دفعہ 14: مجموعہ کی دفعہ 164 کے تحت بیان:۔

اس دفعہ کے تحت متاثرہ کے بیان کو دفعہ 164 ضابطہ فوجداری کے تحت ریکارڈ کیا جائے گا۔ جرح کرنے کیلئے بھی رہنما اصول بنایا گیا ہے کہ یہ جرح ملزم کا وکیل یا عدالت خود یا عدالت کا پریذائڈنگ افسر کرسکتا ہے ملزم کو خود یہ اختیار نہیں ہوگا۔

دفعہ 15: خصوصی کمیٹی:

وزارت قانون وانصاف بلا معاوضہ یا اعزازی بنیاد پر خصوصی کمیٹی کا تقرر کرے گی۔ اس کمیٹی کے اراکین وفاقی یا صوبائی وزارت، یا دیگر سرکاری محکموں یا قانونی یا طبی پیشے یا مقننہ یا ریٹائرڈ ججز یا سول سوسائٹی یا NGOs پر مشتمل افراد ہونگے۔ یہ کمیٹی اس قانون کے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے تمام ضروری اقدامات اٹھائے گی۔

دفعہ 16: سماعت مقدمہ:۔

اس قانون کے تحت عدالت مقدمے کا فیصلہ 4 ماہ کے اندر کرے گی۔ مزید یہ کہ التواء کی درخواست کی منظوری خرچہ کی ادائیگی پر صرف 2 بار دے گی۔ اگر اس کے بعد بھی وکیل صفائی پیش نہ ہوں تو عدالت کمیٹی کی جانب سے جاری کردہ 7 تجربہ رکھنے والے وکیل کا تقرر کر کے مقدمہ چلائے گی۔

دفعہ 17: متاثرہ کو معاوضہ:۔

اس قانون کے تحت عدالت مجرم کو متاثرہ کو معاوضہ کی ادائیگی کا حکم دے سکتی ہے

دفعہ 18: اپیل:۔

اس قانون کے تحت کیئے گے فیصلہ کے خلاف اپیل 30 دن کے اند ہائی کورٹ میں دائر کی جا سکے گی۔ اپیل کا فیصلہ 6 ماہ کے اندر کیا جائے گا۔

دفعہ 19: قواعد:۔

وزیر اعظم اس قانون کے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے خصوصی کمیٹی کی سفارشات پر قواعد بنائے گئے۔

دفعہ 20: فنڈ:۔

وزیر اعظم اس قانون کے مقاصد واخراجات کو پورا کرنے کے لئے فنڈ قائم کریں گے۔ اس فنڈ کے زرائع وفاقی وصوبائی حکومتوں کے عطیات، قومی وبین الاقوامی ایجنسیوں، قانونی، کارپوریشنز، نجی تنظیموں اور افراد کی جانب سے عطیات اور فنڈ کی اپنی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد سے حاصل کردہ آمدنی ہوگی۔

دفعہ 21: پولیس کی جانب سے امتناعی کارروائی:۔

پولیس کو اس قانون کے تحت کیئے گئے جرائم کی معلومات موصول ہونے پر امتناعی کارروائی کی مکمل اجازت ہوگی۔

دفعہ 22: جھوٹی تفتیش یا شکایت:۔

اس دفعہ کے تحت تفتیشی افسر کی جانب سے غفلت یا جھوٹی تفتیش یا ایسے مقدمے کی عدم پیروی کرنے پر 3 سال تک قید کی سزااور جرمانہ بھی ہوسکتا ہے۔

مقدمات وغیرہ کی سماعت حدوداور منتقلی:۔

اس قانون کے تحت جدولی جرائم خصوصی عدالت میں قابل سماعت ہونگے اور عام عدالتوں سے اس عدالت میں منتقل کردیئے جائیں گے ۔ان خصوصی عدالتوں کو دوبارہ شہادتیں ریکارڈ کرنے کا پورا اختیار ہوگا۔

دفعہ 24: جنسی مجرموں کا رجسٹر:

اس قانون کے تحت قائم کردہ خصوصی کمیٹی قومی ڈیٹا بیس رجسٹریشن اتھارٹی نادرا کو جنسی مجرموں کا رجسٹر تیار کرنے کے لئے تفصیلات اور ہدایات جاری کرے گی۔

دفعہ 25: عوامی رپورٹ کرنے کا طریقہ کار:۔

اس دفعہ کے تحت مشکوک افراد کے بارے میں عوامی رپورٹ کرنے کا طریقہ کار خصوصی کمیٹی کی سفارشات پر وزیر اعظم کریں گے۔

دفعہ 26: متاثرین وغیرہ کی شناخت کا عدم انکشاف:۔

کسی بھی شخص کو متاثرہ کی شناخت ظاہر کرنے کی اجازت نہیں ہوگی اور جو اس کا مرتکب ہوگا وہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 376 A کے تحت قابل سزا ہوگا۔

دفعہ 27: آرڈیننس دیگر قوانین سے منسوخ نہ ہوگا:۔

جدول اول میں موجود جرائم کی نسبت اس قانون کے احکامات کسی دیگر قانون سے منسوخ نہ ہونگے۔

دفعہ 28: غالب اثر: Over riding Effect

جدول دوم کی نسبت اس قانون کو برتری حاصل ہوگی۔

دفعہ 29: مجموعہ کا اطلاق:۔

مجموعہ کے احکامات اس قانون میں شامل کسی بھی امر کے منافی ہوئے بغیر مناسب تبدیلیاں کے ساتھ لاگو ہونگے۔

دفعہ 30: جدول میں ترمیم:۔

وزیر اعظم وقتاً فوقتاً جدول میں ترمیم کرتے رہیں گے۔

دفعہ 31: ازالہ مشکلات:۔

اس آرڈیننس کے احکامات کے مؤثر ہونے میں جو بھی مشکلات پیش آئے ان کے ازالہ کے لئے احکامات جاری کیئے جائیں گے۔

تبصرہ:

اس آرڈیننس کے تحت ریپ کے ملزمان کو قرارواقعی سزا دینے کے لئے ضروری قواعد وضوابط بنائے گئے ہیں۔ان قواعد وضوابط کے ساتھ ساتھ ان جرائم کے مرتکب افراد کو سزا دینے کے لئے خصوصی عدالتوں کا قیام بھی عمل میں لایا گیا ہے چونکہ عام عدالتوں میں یہ مقدمات کی بھرمار ہوتی ہے۔جس کی وجہ سے ان مقدمات کے سائلین سال ہا سال انصاف کے منتظر رہتے ہیں۔مگر فیصلہ نہیں ہو پاتا۔لیکن اب اس قانون کے تحت خصوصی عدالت جو کہ صرف ان ہی ریپ کے مقدمات کو چلانے کے لئے بنائی جائے گی، صرف چار ماہ میں فیصلہ کردے گی۔مزید یہ کہ ہائی کورٹ بھی چھ ماہ میں مقدمہ ختم کردے گی۔خصوصی عدالتیں اس لئے بھی ضروری ہیں کہ ریپ کے مقدمات احساس نوعیت کے ہوتے ہیں۔جبکہ عام عدالتوں میں یہ مقدمات بھی عام طرح سے حل کردیئے جاتے ہیں۔جس طرح کی حساسیت ان مقدمات کے لئے چاہیے ہوتی ہے، اس کا فقدان ہوتا ہے نتیجتاً بہت سے ملزمان سزا سے بچ جاتے ہیں۔لہذا یہ دفعہ ایک بہترین دفعہ ہے کیونکہ اس سے ان اسپیشل مقدمات کو ایک اسپیشل عدالت میں حل کیا جائے۔جہاں موجود جج بھی ان مقدمات کی پیچیدگی کے پیش نظر تجربہ کار مقرر کیا جائیں گے۔اس کے ساتھ ہی دفعہ ۷ کے تحت خصوصی پراسیکیوٹرز بھی تعینات کیئے جائیں گے۔

ان جرائم کے متاثرین کو قانونی معاونت وانصاف اتھارٹی (Legal Aid and Justice Authority) کے تحت قانونی امداد بھی فرائم کی جائے گی تا کہ وہ اپنے مقدمے کی پیروی کرسکیں۔ایک اور خاص بات جو کہ اس قانون کا حصہ ہے وہ اس قانون کے تحت ایک کرائسس سیل کا قیام ہے۔جائزہ دفعہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ سیل ان جرائم کے اندراج اور ابتدائی طبی معائنہ میں نہایت ہی اہم کردار ادا کرے گا عام طور پر متاثرہ فرد ریپ کے جرم کے اندراج کے لئے تھانوں کے ہی چکر لگا تا رہتا ہے۔اور چونکہ متاثر عام طور پر ایک خاتون ہوتی ہے اس لئے اگر وہ تھانے میں FIR درج کروانے میں کامیاب بھی ہو جائے تو بھی مردوں کی تھانوں میں موجودگی کی وجہ سے وہ درست واقعہ یا مکمل واقعہ بیان نہیں کرپاتی۔مزید یہ کہ طبی معائنہ بھی بروقت نہیں ہوتا جس کا نقصان بعد میں انصاف کی راہ میں رکاوٹ بنتا ہے۔لیکن اس دفعہ کے تحت اب چھ گھنٹوں میں طبی معائنہ لازمی ہوگا۔اس سیل میں موجود لازمی رکن خاتون کی وجہ سے متاثرہ جو شرم وحیا کی وجہ سے پہلے مکمل بات نہیں بتا پاتی تھی امید ہے کہ اب بتا پائے گی۔اس سیل کی خاص بات اس میں متعلقہ علاقے کے کمیشنر کے علاوہ پولیس افسر، ڈاکٹر اور ایک خاتون رکن وغیرہ کو ایک جگہ جمع کردیا گیا ہے۔اب متاثرہ کی تمام تر ضروریات کو اس سیل میں ہی حل کرلیا جائیگا اور واقعہ کے متعلق تمام تر ثبوت ایک چھت تلے جمع ہونگے جن کو بروقت عدالت میں پیش کیا جاسکے گا۔

اسی طرح مشیران کا تقرر بھی اہمیت کا حامل ہوگا جو کہ عدالتی کارروائیوں میں متاثرہ کی مدد کریں گے۔عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ کسی بھی واقعہ کے شروع میں تو متاثرین کا بہت ساتھ دیا جاتا ہے مگر جب یہ متاثرین عدالت میں پیش ہوتے ہیں تو کوئی ساتھ دینے

والا نظر نہیں آتا لوگ واقعہ بھول چکے ہوتے ہیں۔ مگر یہ مشیر چونکہ خاص طور پر اس مقصد کے لئے تعینات ہونگے اس لئے متاثرہ اکیلا نہیں ہوگا۔ اسی طرح ان جرائم کے متعلق تحقیقات کے لئے JIT کا قیام بھی قابل ستائش ہے کیونکہ ریپ کے بڑھتے جرائم کی روک تھام کے لئے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ اب خصوصی توجہ کے ساتھ ان جرائم کی تحقیقات کر کے ان ملزمان کو سزا دی جائے۔ مزید یہ کہ کوئی بھی شخص ناقص تفتیش کی وجہ سے بچ نہ جائے اور کوئی جھوٹی شکایت کر کے کسی بے گناہ کو سزا نہ دلوا دے۔ ان تمام باتوں کے ضمن میں اس JIT کی اہمیت کافی بڑھ جاتی ہے۔ اسی طرح اس قانون کے تحت خصوصی کمیٹی کا قیام بھی اہم ہے جو کہ بلا معاوضہ ہوگی۔ اس قانون کی ایک اور دفعہ 24 ہے جو کہ قابل ذکر ہے۔ اس دفعہ کے تحت خصوصی کمیٹی قومی ڈیٹا بیس رجسٹریشن اتھارٹی "نادرا" کو "جنسی مجرموں" کا رجسٹر تیار کرنے کے لئے تفصیلات اور ہدایات جاری کرے گی۔ اس قانون سے قبل ایسا کوئی مرکزی ڈیٹا بیس موجود نہیں تھا جس میں جنسی مجرموں کا کوئی ریکارڈ موجود ہو۔ ترقی یافتہ ممالک کی طرح اس قانون سے اب پاکستانیوں کو یہ فائدہ ہوگا کہ ان جنسی مجرموں کی نہ صرف نشاندہی ہو سکے گی بلکہ ان پر نظر رکھی جا سکے گی اور ان کو ایسی نوکریوں اور جگہوں سے دور رکھا جا سکے گا جہاں وہ جنسی تشدد کو دہرا سکیں۔ اسی طرح متاثرین کی شناخت کا ظاہر نہ ہونے دینا اس قانون کا ایک اور قابل تحسین عمل ہے۔

اس قانون کی دفعہ 13 میں کنوارہ پن کو میڈیکل ٹیسٹ (ٹو فنگر ٹیسٹ) سے چیک کرنے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ اس قانون سے قبل ہر جنسی زیادتی کا شکار ہونے والی ہر خاتون کے لئے ضروری تھا کہ وہ طبی معائنہ کروائے۔ پاکستان میں ریپ یا جنسی زیادتی کو ثابت کرنے لئے جو معائنہ ٹیسٹ کیا جاتا ہے اس میں طبی و سائنسی طریقوں کے علاوہ ٹو فنگر ٹیسٹ اور ہائمن ٹیسٹ کے طریقے بھی شامل ہیں۔ ٹو فنگر ٹیسٹ میں ڈاکٹر اپنے ذاتی مشاہدے کی بناء پر رپورٹ میں تاثرات درج کرتی تھیں کہ آیا متاثرہ ریپ کا شکار ہوئی یا نہیں۔ لاہور ہائی کورٹ کے حالیہ فیصلے میں کہا گیا ہے کہ اس طرح ان مقدمات میں لیڈی ڈاکٹر کی ذاتی رائے عدالتی فیصلے تک چلی جاتی تھیں۔ کورٹ کے مطابق ٹو فنگر ٹیسٹ اور ہائمن ٹیسٹ جیسے طریقوں کی کوئی طبی اور سائنسی بنیاد نہیں اس لئے جنسی تشدد کے واقعات میں ان کی کوئی فورنزک اہمیت نہیں ہے۔ عدالت کے مطابق اس سے یہ ہوتا ہے کہ ملزم کے بجائے متاثرہ خاتون کا ٹرائل شروع ہو جاتا ہے اور تمام تر توجہ کنوارہ ہونے یا نہ ہونے کی طرف چلی جاتی ہے۔

عام طور پر ملزم کنوارے پن کے ٹیسٹ کی رپورٹ کا فائدہ اٹھاتے تھے اور ایسی رپورٹ پر عدالت میں یہ موقف اختیار کرتے ہیں کہ متاثرہ کے ان کے ساتھ جنسی تعلقات تھے جو کہ باہمی رضامندی سے قائم تھے۔ اس طرح مقدمات میں شک کا فائدہ ملزم کو جاتا تھا۔ لیکن اب اس دفعہ سے مقدمہ ریپ ہوا یا نہیں پر چلے گا اور متاثرہ کے کنوارہ پن جیسے سوالات پر قائم نہیں ہوگا۔

جبکہ دوسری طرف دفعہ 22 بہترین ہے جس میں جھوٹی یا ناقص تفتیش پر پولیس افسر کو سزا کا مرتکب قرار دیا گیا ہے۔ اگر اس قانون میں اسی طرح کی ایک دفعہ جھوٹے متاثرین یا گواہان کی سزا کے متعلق بھی بنا دی جائے تو یہ بہترین ہوگا۔ اگرچہ اسی دفعہ کی Heading میں لفظ "False Complaint" جھوٹی شکایت کا استعمال کیا گیا ہے مگر اصل دفعہ میں جھوٹی شکایت کے متعلق کوئی ذکر یا شکایت کنندہ کی سزا کے بارے میں کوئی تفصیل موجود نہیں ہے۔ اس قسم کی دفعہ کی غیر موجودگی کی وجہ سے ان افراد کی حوصلہ افزائی ہوگی جو کہ الزام لگا کر بے

گناہوں کوسزا دلوا دیتے ہیں۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ کنوارے پن کا سوال ریپ کے کیس میں غیر متعلقہ ہے تو بھی شکایت کنندہ کا کردار ہر مقدمہ میں اہم ہوتا ہے۔ مدعی اور اس کے کردار کی حیثیت مقدمہ کے سچ اور جھوٹ سے براہ راست تعلق رکھتی ہے۔ بادی النظر میں اگر مدعی سچ ہے تو مقدمہ بھی سچ ہوگا اور اگر وہ جھوٹ بولنے کا عادی ہے یا ایسا کردار رکھتا ہے تو مقدمہ جھوٹا ہوسکتا ہے۔ لہذا اس بارے میں سخت دفعہ کا ہونا ضروری ہے۔ ایسا اس لئے بھی ضروری ہے کہ اب اس قانون کے ساتھ ہی ایک اور آرڈیننس جو کہ فوجداری قانون (ترمیمی) آرڈیننس 2020 منظور ہو چکا ہے جس میں تعزیرات پاکستان کی دفعہ 375 اور 376 میں ترمیم کرتے ہوئے زنا بالجبر کے مرتکب کی سزا میں اضافہ کر دیا گیا ہے مزید یہ کہ ایسے عادی مجرمان کو جنسی مباشرت کی ادائیگی کے لئے نااہل (کیمیکل سٹیرلائزیشن / نامردی) بنایا جائے گا۔ گویا ان کی جنسی صلاحیت کو ختم کر دیا جائے گا۔ ایسی سخت سزاؤں کو دینے کے لئے اشد ضروری ہے کہ عدالتی نظام اور تفتیش کے طریقہ کار میں لازمی اصلاحات لائی جائے۔ اس قانون کے ذریعے ایک حد تک کوشش کی گئی ہے تاہم مزید ترامیم کی گنجائش موجود ہے۔

مزید یہ کہ اس قانون میں متاثرہ شخص (Victim) کی تعریف کرتے ہوئے اس سے مراد عورت اور بچہ (جو کہ 18 سال تک کا ہو) قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ اس کے ساتھ منظور ہونے والے فوجداری قانون (ترمیمی) آرڈیننس میں متاثر سے مراد (الف) یا (ب) ہوگا اور مجرم سے مراد کوئی شخص ہوگا اور اس شخص کی وضاحت اس قانون میں یہ کی گئی ہے کہ "شخص سے مراد ایک مرد، عورت یا مخنث ہے".

یہاں یہ بات مضحکہ خیز ہے کہ ایک جیسے جرم سے متعلق ایک وقت میں منظور ہونے والے قوانین میں متاثرہ اور مجرم کی تعریف یہ فرق کیوں ہے۔ جبکہ ان دونوں قوانین کا مقصد ریپ جیسے جرائم کی فوری روک تھام ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ ان ابہام کو فوری دور کیا جائے تا کہ عدالتوں میں ملزمان ان کو فائدہ نہ اٹھا سکیں۔

مزید یہ کہ یہ دونوں قوانین آرڈیننس کے ذریعے بنائے گئے ہیں۔ جس کی مدتِ نفاذ صرف ۳ ماہ اور مکرر مدت مزید ۳ ماہ ہے۔ اس کے بعد یہ کالعدم ہو جاتا ہے جب تک کہ اسمبلی اس کو پاس نہ کر لے۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ان معاملات پر اسمبلی اپنا کردار ادا کرے اور اپنی اپنی سیاست کرنے کے بجائے ان جرائم کی روک تھام کے لئے فوری موثر قانون سازی میں اپنا کردار ادا کریں۔